خطبہ جمعہ

(از امیر المومنین رضؓ)

سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑہکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلعم جب تشریف لائے۔ تو اس وقت ان کی بعثت کی بڑی ضرورت تہی۔ لوگ نہ اسماء الہی کو جانتے تہے۔ نہ صفات الہی کو نہ افعال سے آگاہ ۔ ۔ ۔ تہے۔ نہ جزا و سزا کے مسئلہ کو مانتے تہے۔ انسان کی بدبختی اس سے بڑہکر کیا ہوسکتی ہے۔ کہ اپنے مالک اپنے خالق کے نہ اسماء کو جانے نہ صفات کو۔

غرض لوگ اسکی رضامندی سے آگاہ تہے۔ نہ اسکے غضب سے۔ ایسا ہی انسانی حقوق سے بیخبر۔

سب سے بڑا مسئلہ جو انسان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ وہ جزا و سزا کا مسئلہ ہے۔ اگر شریف الطبع انسان کو معلوم ہو کہ اس کام کے کرنیسے میری ہتک ہوگی یا مجہے نقصان پہونچیگا۔ تو وہ کبھی اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔ بلکہ ہر فعل میں نگرانی کرتا ہے۔ مختلف طبایع کے لوگ اپنے مالک کے اسماء صفات کے علم اور جزا و سزا کے مسئلہ پر یقین کرنیسے نیکیوں کی طرف توجہ کرتے اور بداعمالیوں سے رکتے ہیں۔

چنانچہ ملک عرب میں شراب کثرت سے پی جاتی اور الخمر جماع الاثم صحیح بات ہے پہر فرمایا۔ النساء حبائل الشیطن سوم ملک میں کوئی قانون نہیں تہا۔ ایسا اندھیر پڑا ہوا تہا۔ جن سعادتمندوں نے نبی کریم کے ارشاد پر عمل کیا۔ وہ پہلے بےخانماں تہے۔ پہر بادشاہ ہو گئے۔ خشن پوش تہے۔ حریر پوش بن گئے۔ نہ مفتوح تہے نہ فاتح۔ مگر اس اطاعت کی بدولت دنیا میں فاتح۔ قوموں کے امام خلفائے راشدین اور اعلیٰ مرتبت سلاطین کہلائے۔

یہ سب اس کتاب کی برکت تہی جسے اللہ نے ایسی اندھیری رات میں جسے لیلۃ القدر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اپنے بندے پر نازل کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی حالات میں ہم میں ایک مجدد کو بہیجا۔ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں شرک کا زور تہا۔ سو اسکی تردید میں آپنے پوری کوشش فرمائی۔ قرآن مجید کا کوئی رکوع شرک کی تردید سے خالی نہیں۔ اس زمانے میں لوگوں میں یہ مرض عام تہا۔ کہ دنیا پرستی غالب ہے۔ دین کی پروا نہیں اسلیئے آپ نے بیعت میں یہ عہد لینا شروع کیا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ کیونکہ دنیا پرستی کا یہ حال ہے کہ جیسے جانور دونوں پر یکساں چلتا ہے۔ اور عقل حرام حلال کمائی کے حصول پر پہنچ سکتی ہیں۔ فریب سے ملے دغا سے ملے۔ چوری سے ملے۔ سینہ زوری سے ملے۔ کسی طرح روپیہ ملے سہی۔ ملازم ایکدوسرے سے تنخواہ کا سوال نہیں کرتے۔ بلکہ پوچہتے ہیں۔ بالائی آمدنی کیا ہے۔ گویا اصل تنخواہ آمد میں داخل نہیں۔

مسلمانوں پر ایک تو وہ وقت تہا۔ کہ اپنی ولادت موت تک کی تاریخیں یادداشت لکھنے کا رواج تہا یا اب یہ حال ہے کہ لین دین شراکت تجارت ہے۔ مگر تحریر کوئی نہیں۔ اگر کوئی تحریر ہے تو ایسی بےہنگم جسکا کوئی سر پیر نہیں۔ نہ اختلاف کا فیصلہ ہو سکتا ہے نہ اصل بات سمجھ آسکتی ہے ہمارے بہائیوں (احمدیوں) کو چاہیئے کہ وہ امام کے ہاتہہ پر بیعت کر چکے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرینگے پس وہ دنیا کے وعظوں میں ہرگز روایت نہ کرو۔ نہ سنو مخلوق الہی کو قرآن مجید سناؤ۔ ہدایت کے لیئے کافی ہے۔

سلیمان کی انگشتری اور بہٹیاری کا بہوٹ جہونکنے کا قصہ بالکل لغو اور جہوٹ ہے۔ اگر ایک پتھر میں جو جمادات سے ہے اتنا کمال ہے تو کیا ایک برگزیدہ انسان میں جو اشرف المخلوقات ہے۔ یہ کمال نہیں ہوسکتا۔ انبیاء کی ذات میں کمال ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ پس تم خوب یاد رکہو کہ انبیاء دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ جیسے کہ سلیمانؑ کی نسبت شیاطین نے دنیا میں مشہور کیا۔ اگر دنیا میں کوئی کسی کی شکل بن سکتا ہے۔ تو امان ہی اٹھجائے۔ مثلاً ایک نبی وعظ کرنے لگے۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ یہ نبی ہے۔ یا نعوذ باللہ کوئی برا آدمی ہے۔ خدا نے ایسی باتوں کا رد فرمادیا ہے۔ کہ ما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا تم ایسی باتوں سے توبہ کرلو۔ اگر کوئی ایسا وعظ سنائے تو صاف کہدو کہ انبیاء کی ذات جامع کمالات ایسے افتراؤں سے پاک ہے۔

کتابیں منگوانیوالے غور سے پڑہیں

بعض احباب بدر سے ایک آدھ کتاب منگواتے ہیں۔ تو ساتہہ ہی ایسی کتابوں کا آرڈر بہی دیتے ہیں۔ جو دوسرے دفتروں میں فروخت ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے آرڈروں کی تعمیل میں ایک ایک دن ضائع جاتا ہے۔ لہذا آئندہ کیلیے اطلاعاً عرض ہے۔ کہ ایک آنہ فی روپیہ کمیشن لیا جائیگا۔ اگر ایک روپیہ سے کم کی کوئی ایسی کتاب طلب کرے تو ... فی روپیہ کمیشن پر لیکر بہجوا سکینگے۔

مورکھہ سیدھ حصہ دوم

مورکھہ سیدھ ... بھی ملتا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ کی ... جلدیں مولوی ... صاحب بہیروی نے مفت تقسیم کرنیکے لیئے ہمارے پاس بہیجی ہیں جو صاحب چاہیں محصولڈاک بہیجکر منگا لیں

الحق کی ضمانت

یہ خبر بہت افسوس کیساتہہ سنی جائیگی۔ کہ اخبار الحق دہلی سے گورنمنٹ پنجاب نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے جو اسی ہفتہ میں میر قاسم علی صاحب نے جمع کرا دی۔ امید ہے کہ آئندہ کے لیئے بہی الحق کے معتدل روش اپنے خریداروں سے اس غیر معمولی زیرباری کا معاوضہ دلوادیگی ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر پورا بہروسہ ہے جب

سردار مہر سنگہ کا لیکچر ۲

ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ ... صاحب اور جپ جی سے۔ اور گرنتھ میں تو مختلف گروؤں کے اقوال ہیں از آنجملہ گرو نانک جی کے ہی ابتدائی اور آخری زندگی کے اشعار لکہہ دیکہے گئے ہیں۔ تاہم ان کا اسلام ثابت ہے آخر میں ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل کرکے آریوں کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور پہر اپنا عقیدہ دربارہ باوا نانک لکہکر سکہوں کو جتایا ہے۔ کہ تم سے زیادہ قریب کون ہیں مسلمان یا آریہ فی رسالہ ایک پیسہ کے حساب منگوا کر ذی استطاعت احباب مفت تقسیم کریں تا کہ سکہوں میں تبلیغ ہو۔

یہ بہی صحیح نہیں

روزانہ پیسہ اخبار جس میں ہمارے سلسلہ کے متعلق تبصرا کی بدزبانی ضرور ہوتی رہتی ہے۔ یہ چہاپا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی جگہ یہ لکہا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اپنا ایک فرقہ سمجہ لیں اور قرآن کریم و احادیث وید کا ترجمہ ہیں یہ بالکل افترا اور بہتان ہے وہ اسلام جو تمام ادیان حقہ کا جامع اور جسکی کتاب تمام صداقتوں پر مشتمل ہے اسکی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ وید کا ترجمہ ہو یا کسی ایسے مذہب کا فرقہ ہو جو اپنی صحیح تعریف بہی نہ کر سکے حضرت اقدس نے ایسا ہرگز ہرگز کہیں نہیں لکہا اور نہ کوئی احمدی ایسا لکہہ سکتا ہے

فرق تو بڑا ہے

ہندوستان بڑی سنجیدگی سے لکہتا ہے کہ ماتا اور گئو ماتا میں کیا فرق ہے جب کہ وہ بہی دودہ سے پرورش اور تمام سامان زندگی مہیا کرتی ہے انسان اور حیوان میں فرق تو ظاہر ہے گو ہندوستان کے فلسفی مزاج اڈیٹر کے نزدیک نہو پہر ایک اور فرق بین ہے کہ مرنیکے بعد کوئی اپنی ماتا کے چمڑے کے جوتے نہیں سلواتا۔

تصحیح۔ اقیموا الصلوۃ کی قیمت ڈیڑہ آنہ ہے۔

پیچھے پڑگئے

... ب دیتے ہیں۔ توگمان کرتے ہیں ہمیں کوئی وظیفہ یاد ہے جس سے تسخیر کر لیا ہے خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سخر لکم ما فی السموٰت و ما فی الارض جمیعًا (۲) و سخر لکم الیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ جب یہ نعمت قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے۔ تو اسقدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔

دوسرا مرض مسلمانوں میں ناشکری ہے۔ اور وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حلال رزق سے اولاد نیک صالح پیدا ہوتی ہے۔ اور عبادت میں لذت ملتی ہے

فرمایا۔ پہاڑوں کے فائدے ہیں۔ از آنجملہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تمید بکم۔ جس کے چار معنے ہیں (۱) تاکہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ (۲) پہاڑ تمہارے ساتھ جھکر کرتے ہیں (۳) کھانا دیتے ہیں تمہیں (۴) زمین ایک طرف جھک نہ جائے۔

فرمایا۔ انسان کا ایک ایک بال بھی نعمت ہے دیکھو ایک بانکے جوان پر ایک بال بھی سفید آجائے جب تک موچھنے سے نوچ نہ لے۔ اسے قرار نہیں آتا۔

فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کے لئے اسی بات کا مطالعہ سخت ضروری ہے۔ کہ اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے

۳۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ ہجرت یہ ہے کہ ایک چیز سے تعلق ہے۔ اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ بس اس تعلق کو محض اللہ کی رضامندی کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ المہاجر من ہاجر ما نہی اللہ عنہ۔

فرمایا۔ اللہ کی رضا کے لیے کوئی چیز چھوڑ دیجائے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ چھوڑا اس کا بہتر سے بہتر بدلہ پایا۔ اسی ہجرت کا اجر ہے۔ کہ ابتک ان کی قوم معزز سمجھی جاتی ہے۔

فرمایا۔ قرآن نے جو کچھ بتایا ہے غور کریں تو انسان کا دل اسکا فہم اس کی روح اس کو مانتی ہے صرف بھولی ہوئی بات یاد کرائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کا

ہے۔

کے نعوذ باللہ یہ معنے کہ عیسائیوں اور یہودیوں ... ن غلط ہیں۔ انکو کیا معلوم

فرمایا۔ انسان حرامخوری کرتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر بد نتیجہ نظر نہیں آتا۔ تو وہ دلیر ہو جاتا ہے۔ مگر جب پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو فورًا پکڑا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظاہر سے باطن کی طرف جانا مسلمانوں کا معمول ہو رہا۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ دل صاف چاہیئے اعمال خواہ کیسے ہوں۔ یہ انکی غلطی ہے۔

فرمایا۔ انگریزوں کی صناعیاں (ریل ہوائی جہاز تار) دیکھ دیکھکر حیرت آتی ہے۔ مگر مجھے اس سے بڑھکر تعجب آتا ہے۔ انکے اس عقیدہ پر کہ وہ عاجز و غریب انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم کی ارشادات پر جو قوم متمسک ہے اس میں اختلاف کم ہے۔ پھر جن میں خشیۃ اللہ ہے ان میں اور بھی اختلاف کم ہے۔

فرمایا۔ ہر روز اپنے کھانے کا مطالعہ کرو۔ کپڑے کا مطالعہ کرو۔ آمدنی کا مطالعہ کرو۔ کہ حرام تو نہیں مشتبہ مال ہرگز استعمال نہ کرو۔ کیونکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

فرمایا۔ ہم سے سواد عام کے کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت تھوڑی نہیں۔ کہ زبردستی منوایا جائے۔

۴۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ انبیاء کرام ذات الہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ابو الانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ یطعمنی و یسقین فاذا مرضت فھو یشفین۔ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور مرض کو اپنی طرف۔ ایسا ہی سورہ کہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیب ناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فاردت ان اعیبھا۔ غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے کہ

والشر لیس الیک

فرمایا۔ مجھے قرآن مجید سے محبت ہے اور بہت محبت ہے قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں سخت کمزور ہوتا ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھے طاقت آجاتی ہے۔

فرمایا۔ بچپن سے خدا نے مجھے اس دین پر چلایا ہے جس پر میں اب ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اسی پر میرا خاتمہ ہو۔

فرمایا۔ مجھے خدا ہمیشہ قرآن سے عقلی دلائل سمجھاتا ہے یہ اس کا فضل ہے۔

فرمایا۔ قرآن مجید دنیا میں سے اختلاف دور کرنے کے لئے آیا افسوس ہے کہ بعض بدبخت سمجھتے ہیں کہ قرآن میں اختلاف ہے حالانکہ قرآن مجید اختلافی مسائل میں ایک فیصلہ بتاتا ہے پھر اختلاف مٹا کر اس راہ پر چلاتا ہے جس پر چلنے سے خدا راضی ہو۔ پھر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ خدا کی رحمتوں سے انسان مالامال ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ عربی میں چار سو نام شہد کا ہے۔

فرمایا۔ جیسے بارش ہو۔ تو زمین سے روئیدگی نکلتی ہے اسی طرح جب وحی آسمانی کا نزول دل پر ہو۔ تو عجیب عجیب معارف و حقایق کھلتے ہیں۔

فرمایا۔ کہ جب مکھی کے پیٹ سے وحی الہی کے سبب شہد جیسی نافع چیز نکلتی ہے۔ تو پیر انبیاء کے لئے وحی کے نزول سے کیا کیا فوائد مخلوق الہی کو پہونچ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جیسے بھوسہ اور خون میں دودھ موجود ہے مگر اسے سوا الہی مشین کے کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسی طرح دنیا میں صداقتیں تو موجود ہیں۔ مگر وہ صرف وحی کے ذریعے الگ ہو سکتی ہیں۔

۵۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ فضیلت اگر کہا سنے ہو۔ تو پیر اتبع اور دلی عملی کی زیادہ قدر ہو۔

فرمایا۔ کام کرنیوالا اور نہ کرنیوالا ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عرب میں امرا فصحا شعرا موجود تھے۔ لیکن غور کرو۔ کوئی ان میں سے خدا کے لیے بھی کام کرتا تھا۔ ہرگز نہیں برخلاف اسکے حضرت نبی کریم دن رات خدا کے کام میں مصروف رہتے تھے اسکا نمونہ ہم نے اس زمانہ میں بھی دیکھا۔ حضرت صاحب کا حال یہ تھا۔ کہ سر میں چکر اور اسہال۔ مگر پھر بھی بڑا کام کرتے۔ اور اکثر ... نے آپ کی زبان سے سنا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور کام دنیا کی تبلیغ کا ابھی ادھورے پڑے ہیں۔

فرمایا۔ تم میں سے کوئی سعادت مند ہو جو سوچے کہ خدا نے کیا کیا نعمتیں دی ہیں اور پھر اس نے مخلوق کی بہتری اور خدا کی رضامندی کے لیے کیا کام کیا ہے میں پاگلوں کو دیکھا ہے کہ کبھی کسی نے کھانا کھاتے وقت بجائے منہ کے کان میں نہیں ڈالا۔ بلکہ اپنے مطلب کے لیے خوب دانائی سے کام لیتے ہیں۔ پس انسان کی اس بات میں کوئی خوبی نہیں کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہوشیار ہو۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ دوسروں ...

عُجب اور تکبّر ٭

یہ دونوں لفظ گو ایک ہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں کسی قدر فرق ہے۔ کیونکہ عُجب میں صرف اپنی کسی طاقت یا کسی چیز پر گھمنڈ کرنا اور اترانا داخل ہے۔ اور تکبّر میں اس کے ساتھ دوسروں کی تحقیر کرنا بھی شامل ہے۔

جب غور سے دیکھا جاتا ہے۔ تو صاف طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ تمام گناہوں کی جڑھ تکبّر ہوتا ہے کیونکہ گناہ احکام الٰہی کی نافرمانی سے ہوتے ہیں۔ اور نافرمانی کے لیئے جزو اعظم تکبّر ہوتا ہے۔ یعنی کسی حکم کی نافرمانی کا خیال پیدا ہونیکے اسباب یا تو خود اس حکم کی تحقیر یا حکم کرنیوالے کی تحقیر یا اس حکم کو لانیوالے کی تحقیر یا اس حکم پر چلنے والوں کی تحقیر کا ذہن میں سما جانا ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بدبختی ہے۔ کہ جس کیوجہ سے انسان ان برکتوں سے جو کسی کام کے کرنیسے پیدا ہونیکا اسے خود بھی یقین ہوتا ہے۔ محروم رہجاتا ہے۔ جس دماغ میں اپنی بڑائی کا خیال دامنگیر ہے۔ وہ کسی دوسرے کی بات کو سننا تک بھی پسند نہیں کرسکتا۔ متکبر کے لیئے اپنی بڑائی کا فخر ہی ایک دنیا ہے جس سے باہر تمام عالم تاریک پڑا ہوا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مدنی الطبع بنایا ہے اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کے پورے نشو و نما اور صحیح استعمال کے لیئے اسکو دوسروں کے نمونے اور اقوال و افعال اور انکے نتائج کے مطالعہ کا محتاج کیا ہوا ہے۔ انسان کی زبان عادت خصلت حرکات و سکنات معاشرت تحصیل وغیرہ سب اپنے اہل نواح سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ جیسے لوگوں میں کسی شخص کو رہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انھیں کے سانچے میں اسکے حالات ڈھلتے جاتے ہیں۔ جانور کا بچہ جہاں لیجاؤ اپنی زبان اور جبلّت کو نہیں بدل سکتا۔ لیکن انسان کا بچہ بدل سکتا ہے۔ اور یہ خاصیت انسان میں اسی لیئے رکھی ہوئی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ترقیات کرتا جائے۔ اور اس اعلیٰ زینہ پر پہنچ جائے۔ جس پر پہونچانے کے لیئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اور اسی غرض کی تکمیل کے لیئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء اور مرسلین کو بھیجتا رہتا ہے۔ اور انکو وہ احکام تبلیغ کرنیکے لیئے تعلیم کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک طبقہ سے اٹھکر اعلیٰ مدارج ترقیات پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور اسکی ذات شریف ان احکام کی تعمیل کا ایک صحیح عملی نمونہ ہوتی ہے۔ جس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو احکام وہ خدا کی طرف سے لائیں۔ انکو لوگوں میں پہو[نچا سکیں۔ اور لوگ] انکو قبول کرکے ان پر عمل کریں۔ تا ترقی[ات کے درجہ] پر پہونچ سکیں۔ اور انتہائی گول رضا[ئے الٰہی حاصل کر] سکیں اور ان احکام پر عملدرآمد کرنیکے لیئے ان انبیا[ء] کی ذات میں نمونہ دیکھیں۔ اور اسکے علاوہ اس بات کو دیکھ لیں کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے حکموں پر چلتا ہے اسکی خدا تعالیٰ کن کن راہوں سے نصرت کرتا ہے اور کس طرح انکا کفیل اور وکیل ہو جاتا ہے۔ اور انکی حمایت کے لیئے کیسے کیسے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔

لیکن جس سر میں یہ بات ہو کہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔ میرا حسب و نسب سب سے اعلےٰ اور بلند ہے۔ میرا خاندان بڑا ہے۔ میرا علم بڑا ہے میری طاقت و قوت بڑی ہے۔ اور دوسرے میرے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ ایسا آدمی کب کسی کی بات کو سن سکتا ہے اور کب اس پر عمل کرسکتا ہے۔ اور کب کسی بہتر بات کے فیض اور برکت سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔

شیطان کا قصہ مذہبی تواریخ کے صفحات کی ابتدا کرتا ہے۔ یہ کوئی فرضی یا وہمی اور بے بنیاد واقعہ نہیں اس واقعہ کی تواتر سے شہادت مذہبی دائروں میں نہایت مستند طور سے چلی آتی ہے آدم کو پیدا کرنے سے جن برکات اور انعامات کا برسانا اللہ تعالےٰ کو منظور تھا۔ ان سے محروم ہونیکے لیئے شیطان نے سب سے پہلا جرم تکبّر ہی کیا تھا۔ اسی تکبر نے اسکو خدا کا حکم ماننے سے باز رکھا۔ اور یہی عذر پیش کیا کہ میں اس سے حسب و نسب میں افضل ہوں۔ میری پیدایش آگ سے ہے۔ اور یہ خاک سے پیدا ہوا ہے۔ میں اسکے لیئے آپکا حکم ہی نہیں مان سکتا۔ اسکے دماغ میں یہ خبط سما گیا تھا۔ کہ آگ مٹی سے افضل ہوتی ہے۔

شیطان کا یہ قصہ تبلا رہا ہے کہ اسے اپنی بڑائی کے خبط نے ان تمام انعامات سے محروم کر دیا۔ جو ملائکہ نے حکم مان کر حاصل کر لیئے۔ حالانکہ ملائکہ نے بھی ایک جھگڑا کیا تھا اور خلافت کے لیئے اپنے حقوق پیش کرکے کہا تھا کہ آدم تو دنیا میں فساد اور خونریزی کریگا۔ اور ہم چونکہ ہمیشہ تیرے حمد کے تسبیحات کرتے رہتے ہیں اسلیئے ہمارا حق فائق ہے۔ لیکن انکا یہ کہنا تکبّر کیوجہ سے نہ تھا۔ وہ تو الٰہی حکم بجا لاکر آدم کے حقوق کی ترجیح کو شیطان کے مقابلے میں مان گئے تھے۔ اور اس درخواست کے موقعہ پر بھی جب انکا امتحان لیا گیا تو خود بول اٹھے تھے لا علم لنا الا ما علّمتنا۔ اور جو فیصلہ اللہ تعالےٰ نے کیا تھا۔ اس سے انحراف [نہ کیا اور مطیع] ہوگئے۔

غرض تکبّر ہدایات [...] میں ایک خطرناک روک ہے۔ متکبّر کے دل میں جو باتیں اپنی بڑائی کی سمائی ہوتی ہیں۔ انکی دراصل وہ حقیقت نہیں ہوتی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوتا ہے۔ اسکا اندازہ اپنے متعلق ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ انسان بہت کچھ ترقیات کرسکتا ہے۔ لیکن کوئی ترقی ایسی نہیں ہوتی کہ جس کو انسانی طاقت حاصل نہ کرسکتی ہو۔ ان لوگوں کے سوا جنکو خدا نے خاص طور پر خرق عادت کے اظہار کا شرف بخشا ہے کوئی انسان خارق عادت ترقی نہیں کرسکتا۔ کہ جسکو حاصل کرنا انسانی قوت سے باہر ہو ایک سے ایک بڑھا جا رہا ہے۔ پھر کونسی گنجایش ہے کہ کوئی آدمی اپنی کسی بات پر تکبّر کرسکے تکبّر ایک جھوٹ پر اڑنا ہوتا ہے۔ یہ ایک غلط فہمی غلط اندازہ اور اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنا ہوتا ہے۔ تکبّر کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس کے کان بہرے ہوتے ہیں۔ کہ وہ دوسرونکی خوبیوں کو نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے اسکی حالت ایک دیوانے کی سی ہوتی ہے۔ جس کے اندر سے دوسرونکے جوہر دیکھنے قدر کرنیکی طاقت سلب ہو چکی ہوتی ہے۔ متکبر کی انتہا خدائی کا دعوٰی ہے۔ متکبر جاہل اور بیخبر رہتا ہے۔ اور دوسرونکے محاسن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا وہ کچھ سیکھ نہیں سکتا اور نہ ہی بھلائی حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اپنے معلومات یا موجودات کے خزینہ کو ہمیشہ متعفن کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک گناہ کی ابتدا تکبّر سے ہی ہوتی ہے۔

متکبّر ہمیشہ محروم اور نامراد رہتا ہے۔ اور کبھی فتح و نصرت کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ تکبّر کا ذرا سا خیال بھی انسان کو محروم کر دیتا ہے انسان جس طاقت پر اتراتا ہے وہی طاقت اسکی محرومی کا موجب ہوتی ہے۔ عُجب بھی ایک ایسی ہی چیز ہے۔ گو اس میں دوسرونکی حقارت کا خیال شامل نہیں ہوتا ہے لیکن اسکا نتیجہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ انسان کے دوسرے حقوق بھی اس کے لیئے سفارش نہیں کرسکتے۔ بلکہ حقوق باطل ہو جاتے ہیں [...]

(باقی آیندہ)

دعا کرو ۔ پیر غلام غوث محمد قریشی ساکن گولیکے جو اس سال حج کرکے آئے ہیں اسہال و بخار سے بیمار ہیں احباب سے درخواست ہے کہ انکی صحت عاجلہ شفاء کاملہ کی دعا کیجائے [...]

٭ نوٹ ۔ نمبر ا و ۲ و ۳ و ۴ میاں سراج الدین صاحب عمر پروپرائیٹر بدر نے لکھے ہیں ٭

جن لوگون نے مسلمانون کی موجودہ حالت پر درد دل اور سچی خیرخواہی سے غور کیا ہے۔ اور انکے زوال اور نکبت کے اسباب کو معلوم کرنیکے لیئے کچھ وقت خرچ کیا ہے۔ اور ان مین سے قومی پژمردگی کے آثار کو دور کرنیکے لیئے ترو تازگی کی خوشگوار ہوا کو ان میں نفوذ کرنیکے ذرایعہ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جن مضبوط اصول کی چٹانون پر اسلام کی ترقی کا مدار ہے اور جن پاکیزہ چشمون کے پانی پر اس گلزار شادابی اور سرسبزی کا انحصار ہے۔ وہ بذات خود ایسے مستقل اور دائمی ہین کہ کوئی گردش انکو باطل نہیں کرسکتی۔ اس میں کلام نہین کہ اسلام نے بخل اور تنگ ظرفی سے کام نہین لیا اپنا ہو یا پرایا جو کوئی ان اصول کو اپنا مسلک بناتا ہے وہی کامیابی کا پہل کہالیتا ہے۔ مسلمانون نے یہ برے دن اسلام کو چھوڑ کر دیکھے ہین اور غیرون نے بعض باتیں اسلام کی اختیار کرکے فائدے اٹھائے ہیں۔

اسبات کے تسلیم کرنیمین شک نہین ہوسکتا۔ کہ احکام کی خلاف ورزی کرنیوالے حاکم کی حمایت اور پناہ کے سائے سے نکلجاتے ہین۔ مسلمان اپنے اندر غور کرکے دیکھین اور اپنی ضمیر کو صحیح کرکے اپنے سارے کارنامے اور اپنی روزمرہ کی ڈائری اپنے سامنے رکھکر اسے مطالعہ اور موازنہ کرین اور پہر اپنے متعلق آپ ہی فتوی دین کہ کیا وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہیں۔ ہر ایک انصاف پسند راست گو آدمی خواہ وہ کسی فرقہ اسلامی سے تعلق رکہتا ہو اسکا جواب نفی میں دیگا۔

صرف چہوٹی چہوٹی باتوں میں خلاف ورزی احکام اگرچہ قابل معافی ہی ہوسکتی ہے۔ اور اسکے نتائج اور سزائیں معاف اور نظر انداز ہی ہوسکتے ہیں لیکن وہ اہم امور جو قومی تمدن کے شیرازہ کو درہم برہم کرنیکا موجب ہوتے ہین اگر انکو توڑ دیا جائے۔ اور اس توڑنے پر ایسا اصرار کیا جائے۔ کہ بڑے بڑے بردبار کا صبر ہی تہکجائے۔ تو پہر صاف طور پر سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ قوم بربادہو کر ہی رہیگی۔

ابتداے آفرینش سے دنیا تجربہ کرچکی ہے کہ اندرونی نفاق خاندانوں اور قوموں کے تباہ کرنے میں سب سے موثر اور خطرناک ذریعہ ہوتے ہیں اسی کی طرف قرآن شریف نے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم اور دوسری جگہوں میں اشارہ کیا ہے جس سے منشاء الہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ تنازع کرنا ایک ایسی بری چیز ہے کہ جس سے بدبختی کی پہوٹ ایک قوم یا خاندان میں پڑجاتی ہے۔ اور قومیت کی عزت سب کی سب ملیامیٹ ہوجاتی ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں ایسا ہاتھ دہو کر پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کہ باوجودیکہ وہ سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن پہر بہی باز نہیں آتے یہ تمام نقص جو قومی محل کی تعمیر میں مہلکات کا کام کررہے ہین سب اسی کا نتیجہ ہیں۔

جب اسلامی قومیت پہلے پہل بنی تہی تو سب سے پہلا اور ضروری کام یہی کیا تہا۔ کہ آپس کے جہگڑے تفرقے تنازعے سب چہوڑ دیئے گئے تھے۔ پس انکا تفرقوں کی تاریکی سے نکلنا تہا۔ کہ محبت اور اخوت کا آفتاب ابھر چڑھ آیا اور انکے اقبال کا ستارہ چمک اٹھا۔ مگر یہاں قوم تو در کنار گہر گہر میں پہوٹ پڑی ہے۔ اور یہ پہوٹ ان میں کچھ اب زبردست اثر کرگئی ہے۔ کہ انکو اپنے پنجے سے نکلنے نہیں دیتی یہ بہی مسلمانوں کی بدبختی ہے۔ کہ اپنے لیئے ہمیشہ پیچ در پیچ جدید رستے تجویز کرتے رہتے ہیں۔ انکو یہ سمجھ لینا چاہیئے اسلام نے ترقی کے گر ایسے پائدار اور مختصر اور بے تکلف بنائے ہیں کہ ان پر عمل کرنیمیں نہ تو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اور نہ کچھ بڑے لمبے چوڑے ایثار کرنے پڑتے ہیں۔

کامیابی کا ایک مستحکم گر یہی ہے۔ کہ مسلمان اپنے عقاید اور اعمال کے لحاظ سے پورے طور پر اور پکے مسلمان ہوجائیں۔ وہ فضول عقاید اور وہم پرستی اور خلاف حق گزینی کے طریقے چہوڑ دیں۔ اور اخلاص اور بے نفسی کیساتھ سیدھے سادے مسلمان بن جائیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی تعمیل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نمونہ کو اپنا مسلک بنائیں۔ تو پہر ہر ایک مراد اور مقصد انکے دروازے پر خود بخود آن کھٹکھٹائیگا۔

بحیثیت ایک مسلمان ہونیکے یہ ماننا ضروری ہے کہ مرادات اور مقاصد کا عطا کرنا اور اپنی امور مین فلاح اور کامیابی دنیا اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی کسی کوشش پر بہروسہ رکہتا ہے۔ تو وہ کوشش ہی خدا تعالی کی مرضی کے بغیر برومند نہین ہوسکتی۔ ہر ایک کوشش اسکی توفیق عطا کرنیسے ہوسکتی ہے۔ پس جبکہ یہ حال ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس خدا کو راضی نہ کریں اور اسکی رضا جوئی کے بغیر کوئی اور رستے اپنی بہتری کے تجویز کریں۔

یہی اصلاح ترقی اور کامیابی کا زینہ ہے۔ اسکے لیئے سب سے پہلا کام یہ ہے۔ کہ خیالات صحیح کیئے جائیں۔ باطل اور غلط اور فضول عقیدوں سے دماغ کا تنقیہ کیا جائے۔ اور اوہام پرستی کے گرد و غبار سے اندرون دہو دیا جائے۔ اور دل کو اپنے قابو میں کرلیا جائے یہی ایک بڑا اہم اور ضروری کام ہے جسپر اصلاح کے محل کی بنیاد رکہی جاسکتی ہے۔ اس تنقیہ کیلیئے ضروری ہے کہ کسی حاذق طبیب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے

یہ لوگ جو مسلمانوں کے ترقی کے خیال میں سرشار ہو کر مختلف پیرایوں اور راہوں سے کوشش کررہے ہیں کاش اگر وہ اس حقیقت کی تہ تک پہونچیں۔ اور سطحی تجاویز کو چہوڑ کر اس اندرونی اور حقیقی سر کو سمجہیں جو اسلامی اخوت اور قومیت کا اصلی آرزو ہے۔ تو انکو جلدی منزل مقصود نصیب ہوسکتی۔

خود غرضی اور خودروی کے استقبال کے لیئے اسلامی ترتیبات طیار نہین اخلاص اور انکسار یہاں مقبول ہوتا ہے۔

دنیا میں تمام محاسن اور فنون اور علوم خاص ماہرین کے ذریعہ سے ترقی پاتے ہیں لیکن اسلام کی ترقی اور بہبودی کیلیئے معلمین کا طیار کرنا خاص طور پر اللہ تعالے نے اپنے ہاتھوں میں رکہا ہوا ہے۔ ایسے ماہر انکو خود طیار کرکے اللہ تعالی دنیا میں بہیجتا رہتا ہے۔ انکو وہ سچا علم دیا جاتا ہے جس سے وہ مضرات کو خوب شناخت کرسکتے ہیں اور سچی راہوں کو منکشف کرکے ان پر چلنے کے راہ عیاں کرسکتے ہیں

یہ زمانہ بہی کمال تنزل کا زمانہ تہا۔ خدا تعالے نے اس میں بہی اس کے مطابق اپنا معلم نازل کیا۔ اسکو مان لینا یا نہ مان لینا ایک جدا مسئلہ ہے لیکن بہی خواہان اور حامیان اسلام کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ ایک جماعت منتخب کرکے ایک اصلاحی لیگ قائم کریں جو مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے اسباب پر غور کرے اور اس ماموری باتوں کو سنے اور غور کرے پہر ان پر فیصلہ کرکے جو کچھ وہ بہتر سمجہیں اسکو پبلک کے فائدہ کے لیئے شائع کرویں اور پبلک کو عمل کرنیکی ترغیب دیں

یوں تو لیگ اور انجمنیں بہت اغراض اور مقاصد کے لیئے قائم ہوتی ہیں لیکن کیا کوئی صاحبدل جماعت ایسا مجموعی اور مشترک لیگ قائم کرنیکے لیئے طیار نہیں ہوسکتا جو اس اعلی غرض کو پورا کرسکے۔ اصل میں عقلمندوں کے نزدیک اپنی اعلے اغراض کو حاصل کرنا ایک امر مقدم ہے ہمیں اس بات میں مضایقہ نہین ہونا چاہیئے۔ کہ جو بات ہمکو حاصل کرنا ہے۔ وہ کس قسم کے آدمی سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اعلی مقاصد پر ہمیں پہنچا سکتا ہے وہی ہمارا مکرم اور محترم ہے۔

یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی نیابت سے ایک لیگ قائم کیا جاوے۔ اور اس لیگ میں سلسلہ احمدیہ کی نیابت سے اسکے اصول اور اغراض و مقاصد پر کافی غور کیا جاوے۔ اور بعد کامل توجہ اور غور جو نتیجہ حاصل ہو اسکو متفقہ طور پر اعلان کر دیا جائے۔ اور یہ ضروری ہے کہ لیگ میں کارکن ممبر ایسے اصحاب ہوں۔ جنکو مختلف فرقہ اسلامی مسلم طور پر منتخب کریں اور نیز انکا اعتبار بھی ہو۔ میں انشاء اللہ اسپر پھر آئندہ بھی لکھونگا۔ لیکن گزارش کرتا ہوں۔ کہ دیگر احباب بھی اس طرف توجہ کریں۔

ہندوستان میں برٹش حکومت کی برکات

حکومت برطانیہ کے گوناگوں فیوض اور برکات سے ہندوستان متمتع ہو رہا ہے۔ نارتھ امریکن ریویو کے ذریعہ سے لارڈ کرزن صاحب اہل امریکہ کو ان برکات سے مطلع کرنیکے لیئے مختلف مضامین لکھ رہے ہیں چنانچہ انہوں نے پہلے مضمون میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی تجارتی اور صنعتی ترقیات پر سوا پانچ ارب روپیہ برٹش سرمایہ کا خرچ ہو رہا ہے۔

ہندوستان کی حکومت دولت برطانیہ کی ملٹری طاقت کیلیئے ایک بڑی زبردست امداد ہے۔ اگرچہ فوجی تعداد آبادی ملک کی نسبت سے بہت ہی کم ہے۔ لیکن بہرحال دولت برطانیہ کے لیئے ایک مضبوط بازو کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ مہم افریقہ میں جب بوئروں سے مقابلہ کی مصیبت پیش آئی تو ۱۳۲۰۰ برٹش افسر اور برٹش فوج نو ہزار دیسی فوج ہندوستان سے بھیجی گئی۔ ایسا ہی ۱۳۰۰ برٹش اور بیس ہزار دیسی فوج اور ساڑھے سترہ ہزار خدام جنگ چین میں ہندوستان سے بھیجے گئے اور ان سے بڑی تقویت ہوئی۔

ہندوستان سے بہت سارے لوگ مختلف نوآبادیوں میں جاکر آباد ہوئے ہیں۔ چنانچہ چھیاسی ہزار ہندوستانی ٹرینیڈاڈ میں دس ہزار جمیکا میں ایک لاکھ پانچ ہزار برٹش گنی میں اور دو لاکھ چھ ہزار ماریشس میں آباد ہو چکے ہیں انکے علاوہ دوسری حکومتوں کو بھی ہندوستانی مزدوروں سے بہت امداد دیگئی ہے۔ چنانچہ فرانس اور ڈچ کو بہت مزدور دے گئے۔ ہندوستانی لوگ بحرالکاہل کے دور حصص تک پہنچ گئے ہیں چنانچہ جزائر فجی میں سترہ ہزار لوگ موجود ہیں نٹال میں ایک لاکھ پندرہ ہزار ہندوستانی رونق افروز ہیں یوگینڈا ریلوے بھی بیس ہزار ہندوستانیوں نے بنائی تھی۔ ہر سال پندرہ بیس ... آبادیوں کو جاتے ہیں۔

ہندوستان نے برٹش قوم پر ... ہیں۔ وہ بھی قابل غور ہیں نوجوان فوجی برٹش افسروں کے لیئے ہندوستان سب سے بہتر جوانمردی کا مدرسہ ہے اور یہاں استعمال اسلحہ کے لیئے سب سے بہتر موقعہ ملتا ہے۔ اسی طرح ممبران سول سروس کیلیئے بھی برٹش اخلاق کے بنانیکے لیئے یہ ایک نہایت موزون تعلیمگاہ ہے۔ اسکے اثر کا احسان برٹش حکومت اور برٹش قوم دونو پر ہوتا ہے اسی طرح افسران محکمہ نہر۔ انجنیر اور محکمہ جات ڈاک تار جنگلات کے افسران اور منتظمان ... اور فنا سیسر تمام دنیا سے بہتر طیار ہوتے ہیں جو افسر ہندوستان طیار کرتا ہے وہ ہر طبقہ ملک میں بہت مفید طور پر کام آسکتے ہیں یہانتک کہ نائجیریا اور چین وغیرہ میں بھی لوگ مفید ثابت ہوتے ہیں یہ لوگ نظم سلطنت کے مشاق ہوتے ہیں ولایت میں محدود رہنے والے افسر ایسے کام اس عمدگی سے نہیں کر سکتے ہندوستان میں رہنے سے ان لوگوں کے دلوں میں ایثار فرض منصبی کی معرفت اور ایثار نفس کے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں خاموشی سے کام کرنا اور فرض منصبی ادا کرنا اور شیخی نہ بگھارنا اسجگہ سیکھا جاتا ہے اور ملک و خاندان کے لیئے برکت کا موجب ہوتا ہے۔

دلائی لامہ

بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا دلائی لامہ ہوتا ہے۔ تبت اسکی جاگیر ہے۔ اور سب سے بڑے مشہور بدھ مندر بھی اسجگہ ہیں چھ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بعض پولیٹکل پیچیدگیوں کو حل کرنیکے لیئے لارڈ کرزن نے دلائی لامہ کو دارجلنگ میں لا ڈالا۔ ابھی تک وہ اسی جگہ ہے اسکے متعلق چینی حکومت کوشش کرنا چاہتی ہے۔ کہ وہ پھر تبت میں اپنی جگہ اصلی پر قائم ہو جائے۔ اور انکی اپنی مرضی بھی یہی ہے لیکن حکومت برطانیہ انکے اس خیال کے ساتھ متفق نہیں ہو سکتی برٹش اہل الرائے دلائی لامہ کا انگریزی علاقہ میں رہنا انگریزی حکومت کے لیئے بہت مفید بیان کرتے ہیں اور ان کی حکومت ہندوستان کو ہندوستان کی تمدنی اور تجارتی ترقی کے لیئے ایک عجیب اضافہ خیال کرتے ہیں انکا خیال ہے کہ چونکہ دلائی لامہ بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا ہے الہٰذا جس جگہ وہ سکونت پذیر ہوگا اسی جگہ بدھ لوگ اسکے پاس کثرت سے آمد و رفت کرینگے۔ اور اس آمد و رفت سے انکے ... رفت کے سبب ...

چند سوالوں کے جواب

قرآن شریف کی تعلیم جو بچپن میں دیجاتی ہے۔ وہ مضر ہرگز نہیں۔ بلکہ ازبس ضروری اور مفید ہے آپ اس فلاسفی پر غور کر لینا۔ جو نومولود کے کان میں اذان دینے کے متعلق ہے۔

بچپن میں بچہ کو جس طرف ڈالاجاوے۔ وہ متوجہ ہو سکتا ہے۔ اور قرآن شریف کی طرف متوجہ کریگا اثر اسکی تمام زندگی پر پڑتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید بامعنی پڑھانے سے کیا فائدہ۔ سو آپ پر واضح رہے کہ قرآن مجید کے الفاظ پڑھانا یہ بھی اسی بامعنی پڑھانیکی ایک سیڑھی ہے۔ جب بچہ آیات پڑھ سکیگا۔ تو پھر ترجمہ پڑھ لینے پر بھی قادر ہوگا۔ دوم مطلق الفاظ بھی اپنے اندر ایک برکت رکھتے ہیں اور یہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اگر بچے قرآن مجید کے پڑھنے سے بیزار ہوتے ہیں تو یہ قصور ان کے پڑھانیوالوں کا ہے خود حضرت امیر (جانتے ہیں) مینے بچپن میں قرآن مجید پڑھا اور مجھے اب تک اس کی محبت دن دونی رات چوگنی ہے۔ ہمارے بچے قرآن مجید بڑے شوق سے پڑھتے ہیں بس یہ خطرہ وہمی ہے۔ اور صرف طرز تعلیم کا قصور ہے۔ اگر قرآن مجید کو اوائل عمر میں نہ پڑھایا جاوے۔ جبکہ بچہ ہر طرح قابو میں ہوتا ہے تو بڑی عمر میں اسکے پڑھنے کی کیا حمایت ہو سکتی ہے۔ ہمارے سامنے ایسی نظیریں موجود ہیں۔ جن بچوں کو پہلے قرآن شریف نہیں پڑھایا گیا آخر وہ دین سے بالکل کورے رہ گئے اور پھر قرآن مجید کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

(۲) آپ نے پوچھا کہ شیخین رضی اللہ عنہم تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے یا نہ اور جنازہ پڑھا۔ اسکے جواب میں واضح ہو کہ جنازہ تو اب تک تمام مسلمان پڑھتے ہیں اللھم صل علی محمد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ جنازہ کیا ہی ایک دعا ہے۔ جو میت کے لیئے کیجاتی ہے۔ شیخین نمازیں پڑھتے اور اپنی امامت سے پڑھاتے پس یہ سوال ہی ٹھیک نہیں اور تجہیز و تکفین کوئی ایسا امر نہیں جس میں سب مسلمان شریک ہوں نبی کریم صلعم کی وفات پر متفرق کام تھے ایک تجہیز و تکفین دوم آپ کے بعد انتظام خلافت جس پر شیرازۂ وحدت کا دار و مدار تھا۔ گھر کے لوگ جیساکہ

ـات صاحب تناسخ کی قائل ہرگز نہ تھی

اگرچہ دیگر بیسیوں شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہی کہ گرونانک جی مہاراج خدا کے برگزیدہ بزرگ یعنی مسلمان تھی۔ مگر اب جو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا گیا۔ تو انکے اسلام پر اور بیسیوں نئی شہادتیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا تو ایک الگ رسالہ میں ہوگا۔ مگر کسی قدر یہاں لکھدینا ضروری ہے۔ تاکہ بعض معزز سکھہ صاحبان گرونانک دیو جی مہاراج کے اصل دھرم سے آگاہی حاصل کریں۔

اس میں کچھہ شک نہیں ہی۔ کہ اہل ہنود اور اہل اسلام میں عام طور سی تناسخ یا اواگون کا ایسا مسئلہ ہے۔ جو دونوں کے درمیان حد فاصل یا مابہ الامتیاز کا حکم رکھتا ہی اسی بنا پر اکثر اہل ہنود اور بعض سکھہ صاحبان صرف اسی خیال سے کہ گرونانک علیہ الرحمۃ کا تعلق اور اعتقاد اسلام کیساتھہ ثابت نہو جائے۔ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ گرونانک علیہ الرحمۃ تناسخ کے قائل تھے گویا وہ مسلمان نہیں تھے مگر اب ہم انشاء اللہ بحوالجات گرنتھ صاحب ثابت کرینگے (بفضلہ) کہ آپ ہرگز تناسخ کے قائل نہ تھے۔ بلکہ تناسخ کی تردید انہوں نے صدہا شدید دوسی کی ہی جس سی کسی اہل نظر کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ اور وہ حوالجات حسب ذیل ہیں۔

(੧੯੮) ਜਾ ਤਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਪੜਹਿ ਕਤੇਬਾ ਮੁਲਾ ਸੇਖ ਕਹਾਵਹਿ ॥
ਜਾ ਤਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਹੋਵਹਿ ਰਾਜੇ ਰਸ ਕਸ ਬਹੁਤੁ ਕਮਾਵਹਿ
(੨੦੧) ਜੇਵਡੁ ਸਾਹਿਬੁ ਤੇਵਡ ਦਾਤੀ ਦੇ ਦੇ ਕਰੇ ਰਜਾਈ ॥
ਨਾਨਕ ਨਦਰਿ ਕਰੇ ਜਿਸੁ ਉਪਰਿ ਸਚਿ ਨਾਮਿ ਦੇ ਵਡਿਆਈ
(੧੪੯) ਆਪੇ ਦਾਤਿ ਕਰੇ ਦਾਤਾਰੁ ਪੂਰੈ ਸਤਿਗੁਰ ਸਿਉ ਲਗੈ ਪਿਆਰੁ
ਦੇਦਾ ਦੇ ਲੈਦੇ ਥਕਿ ਪਾਹਿ ॥ ਜੁਗਾ ਜੁਗੰਤਰਿ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ
ਕੇਤੇ ਖਪਿ ਤੁਟਹਿ ਵੇਕਾਰ ॥ ਕੇਤੇ ਲੈ ਲੈ ਮੁਕਰੁ ਪਾਹਿ ॥
ਕੇਤੇ ਮੂਰਖ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ ਕੇਤਿਆ ਦੂਖ ਭੂਖ ਸਦ ਮਾਰ
ਏਹਿ ਭਿ ਦਾਤਿ ਤੇਰੀ ਦਾਤਾਰ ॥ ਬੰਦਿ ਖਲਾਸੀ ਭਾਣੈ ਹੋਇ
ਹੋਰੁ ਆਖਿ ਨ ਸਕੈ ਕੋਇ ॥ ਬਹੁਤਾ ਕਰਮੁ ਲਿਖਿਆ ਨਾ ਜਾਇ
ਵਡਾ ਦਾਤਾ ਤਿਲੁ (ਜਪੁ)
ਨ ਤਮਾਇ ॥

تناسخ کا رد گرنتھ صاحب سے

جاں تدھ بھاویں تاں پڑھنہ کتیباں ملاں شیخ کہاوینہ (صفحہ ۵۳)

۱۹۸ جاں تدھ بھاویں تاں ہووینہ راجے رس کس بہت کماوینہ (وار ماجہ کی تہا سلوک محلہ ۱)

۲۰۱ جیوڈ صاحب تیوڈ داتی دے دے کرے رجائی نانک ندر کری جس اُپر سچ نام دے وڈیائی (محلہ ۱)

۱۴۹ آپے دات کرے داتار ؛ پورے ست گر سوں لگے پیار (راگ گوڑی محلہ ۳ چوپدے گوڑی گوآریری محلہ ۳)

نانک نظریں کرمیں دات۔ بہتا کرم لکہیا نہ جائے ؛ وڈا داتا تل نہ تمائے

جپ جی صاحب صفحہ ۵

کیتے لے لے مکر پاہنہ ؛ کیتے مورکہ کھائیں کہا ئینہ
کیتیاں دوکہ بھوکہ سد مار ؛ ایہہ بھی دات تیری داتار
بند خلاصی بہانے ہوئے ؛ ہور آکہ نہ سکے کوئے
دیندا دے لیندی تھک پاینہ ؛ جگا جگنتر کہائی کہا ئینہ
جو فرمائے تو تو پاینہ ؛

(۲) جناب فاروق رضؓ احراق حا نہ بتول کے لئے ہرگز تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ انکی طاقت ایسی زبردست تھی تا آپ اگر یہ بات تسلیم کرینگے۔ تو جناب علیؓ کی شجاعت اور تلوار پر حرف آئیگا۔

کیا اسوقت باغیرت مسلمان صحابی موجود نہ تھے معاذ اللہ آپ انکو بزدل خیال کرتے ہیں جو مومن کی شان سے بعید ہے اگر آپ یہ مانیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی اعتراض ہوگا۔

عروات میں خدا تعالیٰ کا نہم بنیان مرصوص فرما چکا ہی کبھی تنہا چھوڑ کر حضرات شیخین نہیں گئے اس بات کا خصم کے پاس کیا ثبوت ہی ان لوگوں کا بعد از رسالت مآب خلیفہ مقرر ہونا ان کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور صالح الایمان ہونیکا ثبوت ہی۔

کیونکہ خدا نے فرمایا۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط

اب تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہی کہ شیخین کی خلافت میں خوف کے بعد امن ہوا۔ اور دین میں تمکین ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ مومن اور صالح اعمال تھے۔ پس اس آیت سے تمام الزامات کا دفعیہ ہوسکتا ہی

پھر یہ امر بھی قابل غور ہی۔ کہ مرض الموت میں جناب رسالتمآب نے بلا کسی مجبوری کے حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں رہنا پسند فرمایا۔ جس سی معلوم ہوسکتا ہے کہ جناب عائشہ اور اس کے والد بزرگوار حضرت ابوبکر رضؓ سے کے تعلقات آنحضرت صلعم کیساتھہ کسقدر اخلاص اور محبت کے تھے کیونکہ آخر بیویوں کا حق تو مساوی تھا۔ پس ایسی حالت میں جناب خاتم النبیین اپنی لڑکی کے گھر میں چلے جاتے۔ مگر آپنے ایسا نہیں کیا۔

بقایا دار توجہ فرماویں جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ سالانہ بلکہ ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۰ء کا تا حال ادا نہیں فرمایا۔ وہ براہ مہربانی چندہ ادا کردیں۔ ورنہ جو صاحبان چندہ پیشگی دے چکے ہیں انکی حق تلفی ہوتی ہے۔ اور کارخانے کے کام میں حرج ہوا

ترجمہ (اے پرودگار) جب تیری ہی مرضی ہوتی ہے۔ تو لوگ بڑی بڑی کتابوں کو پڑھکر مولوی اور عالم فاضل ودوان بنجایا کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں ملاں اور شیخ کہلاتے ہیں اور تیرا ہی اذن ہوتا ہے تو راجے مہاراجے بنجاتے ہیں۔ اور دولت کما لیتے ہیں یعنی علم وفضل سے سرفراز ہونا اور حکومت جاہ وجلال اور دولت کا حاصل کرلینا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ کوئی اپنے سابقہ جنم کے اعمال کا استحقاق رکھتا ہے۔ کہ وہ ضرور ہی دولت مند اور راجہ بنجاوے بلکہ یہ سب عطیات مالک حقیقی کے قبضۂ اقتدار اور رضا پر منحصر ہیں اسکے حضور کسی کو استحقاقاً دم مارنیکی گنجایش نہیں ہے) جب جب وہ بزرگ قادر کرتار چاہتا ہے۔ اپنے بندوں کو عطیات اور انعام واکرام بار بار دیکر انہیں سیر کر دیتا ہے۔ اے نانک جس بندے پر وہ آپ نظر عنایت کرتا ہے۔ اسکو حقیقی بزرگی اور کمال سے سیراب کر دیتا ہے (یعنی جس پر اسکی پر از لطف وکرم نظر عنایت ہو۔ اسکو باران رحمت سے سیراب کر دیتا ہے اور جس پر نظر عنایت نہو وہ مفلس اور کنگال اور دوسروں کا محتاج رہتا ہے) اس پاک پرودگار سے جو اس کے بندوں کی محبت ہوتی ہے۔ وہ اسلیئے ہوتی ہے کہ بغیر کسی کے استحقاق اور اجرت یا مزدوری کے خود ہی داتا لوگوں پر انعام واکرام اور احسان ہیران کرتا رہتا ہے اور اسکو یہ انعام مزدوری یا اُجرت کے طور پر نہیں عطا ہوتے ہیں۔ اے نانک وہ منظر عنایت و مہربانی سے ہی کرم کی بخشش کرتا ہے یعنی اسکی عنایات بیخایات جو انسانوں پر ہیں۔ اسکی صفت رحمانیت کے ظہور کا نتیجہ ہیں اور انسانوں کے سابقہ جنم کے اعمال کی مزدوری اور اجرت کیطور پر نہیں ہیں۔ اسکی بخشش کبھی لکھی نہیں جاسکتی وہ بڑا سخی ہے اسکو ایک تل کے برابر طمع نہیں ہے (خداوند عالم کا جود وکرم اسقدر کثیر ہے کہ احاطۂ تحریر اور تقریر سے خارج ہے یعنی یہ جود وکرم انسان کے محدود اعمال کا نتیجہ اور مزدوری نہیں) بہت سے انسان ایسے ہیں کہ باوجودیکہ ہمیشہ ان پر جود وکرم ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے مگر کافر نعمت ہوکر خدا کا شکر وسپاس ادا نہیں کرتے (شکر وسپاس نہ کرنے اور کافر نعمت بننے سے تناسخ کا خوب ہی کہنڈن ہوتا ہے کیونکہ ہندو یا آریہ جو گزشتہ جنم کے اعمال کا پھل اور نتیجہ استحقاقاً حاصل کرتا ہے اسے کیا حاجت پڑی ہے کہ خواہ نخواہ اپنی مزدوری اور تنخواہ کا شکریہ ادا کرے جس کیخاطر اسنے جانکاہ محنت گزشتہ جنم میں اٹھائی تھی (لاحول ولا قوۃ) بہت سے انسان علم وہنر سے نادان اور جاہل مطلق ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی شب وروز اسکے پرورش پاتے ہیں۔ اور بہت سے میں موجود ہیں کہ باوجود علم وہنر عذاب میں مبتلا ہوکر نان شبینہ کے بھی محتاج ہیں مگر پھر بھی جو کچھ صحت عمر اور تھوڑا بہت جو جو عطیہ انپر ہو رہا ہے۔ اے قادر کردگار یہ بھی تیری ہی عطیے ہیں اگر تو یہ بھی دات انپر نہ کرتا۔ تو کون تجھپر اعتراض کر سکتا تھا۔ یعنی کوئی بھی اسکے فضل واحسان سے خالی نہیں ہے۔ بند وخلاص تنگی وترشی آسودگی امارت وغربت سب کچھ حکم الٰہی پر مبنی ہے کسی غیر کو اسکی مشیت میں مطلق دخل نہیں ہے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ کسی کو اسکے حضور دم مارنیکی طاقت اور حوصلہ نہیں ہے اور نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ پر لاسکتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ یوں ہونا چاہیئے۔ وہ داتا تو ہمیشہ دیتا ہی رہتا ہے۔ مگر لینے والے خود تھک اور اکتا جاتے ہیں کل جہان ہمیشہ اس کے دسترخوان پر کہاتا رہتا ہے۔ وہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

یہ ان شبدوں اور اشعاروں میں سے بطور نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کئے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ اس امر کے قایل تھے کہ خدا بید ولی بغیر اعمال جنم سابقہ کے لوگوں پر اسقدر انعام واکرام کرتا رہتا ہے کہ حد وشمار سے یہ انعام باہر ہیں۔ لوگوں کے اعمال تو محدود ہی ہوتے ہیں مگر گرو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی بخششوں کو کوئی بھی گن نہیں سکتا۔ کہ بند وخلاص یعنی کسی کو گدا گر بنادینا کسی کی روزی فراخ کرکے اُسے دولتمند اور بادشاہ بنا دینا اسی مالک حقیقی اور قادر داتا کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور کسی کو اسکی مشیت میں دخل اندازی جائز نہیں کیونکہ وہ مالک ہے۔ اسلیئے وہ کامل سخی ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت اور علم کامل کو مدنظر رکھکر لوگوں پر نظر عنایت کرتا اور انہیں اپنی احسان بیکران سے مالا مال کرتا رہتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ قادر کرتار کی بخشش اسکی مخلوق پر اسقدر ہو رہی ہے کہ وہ لکھنے میں آنہیں سکتی۔ مگر آریوں اور ہندوؤں کے تناسخ کے سابقہ جنم یا موجودہ جنم کے اعمال تو احاطۂ تحریر میں آسکتے ہیں اسلئے گرو صاحب کا فرمانا کہ خدا کی رحمتیں اور عنایتیں اسقدر لا تعد ولا تحصٰے یعنی بیحد وحساب ہیں کہ انکا شمار کرنا انسانی علم وفکر سے خارج ہے قابل غور ہے سابقہ یا موجودہ جنم کے اعمال بلکہ خیالات بھی لکھے جاسکتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ دنیا خدا کی مہربانیوں اور لطف وکرم کو سے لے کر تھکجاتی ہے۔ . . . مگر مزدور اور

وہ مسلمان ہے . . . . کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ سمجھتے تھے۔ . .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

جناب امیر کا ایک تازہ ارشاد نامہ

سوال۔ غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہو۔ اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق یہ حکم دیا گیا ہے۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مکرمت نامہ ۳۔ جون ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا۔ آج ۱۵۔ جولائی ۱۹۱۱ء میرے سامنے ہے۔ اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ کسقدر علیل ہوں ۱۸۔ نومبر ۱۰ء کو گھوڑی سے گرا۔ اور بیماری کا سلسلہ برابر چلتا ہے ایک زخم ناسور کا رنگ پکڑ گیا ہے۔ غالباً نمازیں بیٹھکر پڑھتا ہوں۔

ایک وزیر کے اور پھر وزیر اعظم کے آپ فرزند ہو عقلمند ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیہا اسمہٗ وسعیٰ فی خرابہا اولٰئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین ط اس آیت کریمہ پر آپ توجہ کریں۔ اس میں ارشاد ہے کہ مساجد میں خائف ہوکر حاضر ہونا چاہیئے۔ مگر ان علماء کا ایسا حال ہے کہ مسجد کو ان لوگوں نے جنگ گاہ بنایا۔ اور وہاں فتاویٰ کفر کے سوا ان کے پاس کیا رکھا ہے مسلمان کو کافر بناتے ہیں اور بس یہ اکار ہمارے ساتھ نہیں علی العموم ان کے آپس میں ایسے ہی سلوک ہیں جن دنوں میں پونچھ میں تھا۔ ان دنوں . . . . شہر میں نہیں آسکتے تھے مجھے بھی رات کو باہر کوٹھی پر ملے۔ اور ایک مولوی صاحب تھے۔ جنکو پونچھ میں نین بہائیوں . . . . اور ایک کا نام . . . . یاد نہیں ان تینوں نے تنگ کیا اسکی کتابیں لے لیں۔ آخر ایک بزرگ نے . . . . . . انکو ہرکاروں میں ملازم کرکے ایک پہاڑی چوکی پر بھیجدیا۔ ایک نومسلم غلام احمد بیچارہ پونچھ میں چلا گیا۔ اسکو کیسی تکلیف دی۔ ایک لڑکا . . . . . . وہاں سے

ہمارے دو مخلص

ای ہی بی سی مس ...یں علیگڈہ کے سکرٹری نواب صاحب نے اس امر کو خوب سمجھا۔ اور احمدی لڑکوں کے لیے ایک کمرہ نماز کیواسطے الگ کر دیا۔ آپ ذرہ عاقبت اندیش دل سے مشورہ لیں کہ ہم نے کیسا امن کا راہ اختیار کیا ہے گورنمنٹ انگریزی کثرت کا لحاظ کرتی ہے اور ہم ہیں کم آپ فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء پر بھی توجہ فرما دیں کہ یہود و نصاریٰ کے باہم تباغض کی جڑھ اس آیت کریمہ میں کیا ارشاد فرمائی ہے۔

آپ مجھ سے وہ آیت و حدیث دریافت فرماتے ہیں جنکی بنا پر ہم لوگ انکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مجھے اس دریافت پر خوشی ہوئی وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایتنا یوقنون۔ امام بننے کے لیے اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ ائمہ وہ ہیں۔ جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت فرماتے ہیں۔ جب کہ وہ صبر کرتے ہیں۔ اور ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ آپ غور فرما دیں کہ ایک آیت کے اندر تین شرطیں ہیں۔ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ یہ فتویٰ گر قائل کافر کہنے والے زبردستی والے عورتیں چھیننے والے ان شرائط کے جامع ہیں۔ یہ انصاف۔ آپ یہ بھی اور حدیث شریف میں آیا ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہ احدھما ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتے ہیں۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل۔ کتب الٰہیہ پر ایمان پڑھتے زکوٰتیں دیتے حج کرتے روزہ رکھتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے پھر جو ہمیں کافر کہتا ہے اور کافر سے بدتر ہم سے معاملہ کرتا ہے۔ وہ اس حدیث کے مطابق اپنے آپکو کیا فتویٰ دیتا ہے۔ ہم فتوے نہیں دیتے۔ قرآن کریم نے دو شخصوں کو بڑا ظالم ٹھہرایا ہے ایک وہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے دوسرا وہ جو راستباز کو اور اسکی حق تعلیم کا انکار کرے قرآن مجید میں ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بالحق لما جاءہ۔ اب ظالم تر یا مرزا ہے یا یہ مکفرین۔ مرزا کو تو ہم مفتری نہیں مان سکتے۔ اب انکو کیا کہیں۔ یہ مضمون کسی قدر مفصل لکھنے کے قابل ہے۔ اور بیماری اجازت نہیں دیتی اگر مفید نہ ہوا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر عرض کرونگا۔

(نور الدین) ۱۰۔ جولائی ۱۹۱۱ء

اویس

عالم میں جو مخلوق ہیں کیا انس کیا جنّ و پری
سب نام سے اللہ کے پاتے ہیں عیش خوش تری

بندے جو ہیں اللہ کے کہتے ہیں تاج و افسری
ہاں خانہ زاد انکی ہوئی ہر مہتری و بہتری

انسان جو انسان ہے رکھتا ہے شان مہتری
اسکے جمال و حسن کے عشاق ہیں حور و پری

کیونکر فدا اسپر نہو ہر خوبی و خوش منظری
اللہ نے بخشا اُسے تاج شہی و سروری

جو جو کہ پیارا ہوگیا آنکھوں کا تارا ہوگیا
مخلوق کیا جانے بھلا قرب خدا کی برتری

اسکی نرالی شان ہے وہ منظر رحمان ہے
وہ مصدر فیضان ہے باشان بندہ پروری

سر سے قدم تک اس میں ہے شان خدا ہی جلوہ گر
اسکے قدم کی خاک ہے حسن بتان آذری

عقل و خرد فہم و ذکا ہو وے نہ جسجا تک رسا
پاوے کب اسکا مرتبہ انسان کی دانشوری

وہ سرو گل اندام ہے گلرو ہے اور گلفام ہے
نخل تمنا کی سدا اسکی رہیں شاخیں ہری

جو اسکی خاکپا ہوا مقصود کو وہ پا گیا
اکسیر اس نے مول لی دی تودۂ خاکستری

جس پر خدا ہو مہرباں کیوں اس سے ملتا نہ جہاں
وہ خوبروئے دہر رشک جوہر رنگ پری

وہ نور ایمان و یقین ہے نور جان و نور دین
مشتری ہے اسکی گھڑی ہر روز روئے بہتری

احمد کا منظور نظر محمود کا نور بصر
پیارا محمدؐ کا ہے وہ رکھتا ہے شان دلبری

احمد کا دشمن جو ہوا مغضوب حق لاریب ہے
دشمن جو نور الدین کا ہو ہے نور دین اس سے بری

جو دشمن احمد ہوا وہ موت لعنت کی مرا
اسکو نہوگی تا ابد قہر خدا سے جاں بری

دشمن ہے اسکا آسماں بیزار ہے اس سے زمین
دکھلا گئی ہیں زلزلے اپریل وماہ فروری

طاعون و قحط زلزلے سارے نشان قہر ہیں
مقہور اسکے خصم ہیں ہے دوستوں کو خوشتری

توبہ کرو اللہ سے آجاؤ راہ راست پر
ہو جاؤ اسکی خاک پا جو چاہتے ہو بہتری

اسپر فدا ہونگے وہ دل جو حق سے ہونگے متصل
جو ڈرتے ہیں اللہ سے رکھتے ہیں دل میں تھرتھری

روتا ہے جب مرد خدا کرتا ہے جب آہ و بکا
آتے ہیں ہر سو زلزلے پڑتی ہے عالم میں مری

تقوےٰ کی رہ پر تو چلے اللہ سے ہردم ڈرے
فرمان حق پر سر دہرے الزام سے وہ ہے بری

شوخی شرارت چھوڑ دو اسلام کے اوپر مرو
اپنی بناؤ نیک خو ظاہر کرو نیک اختری

عابد بنو اللہ کے بندے نہ مال و جاہ کے
ہمدرد ہو مخلوق کے پاؤگے حق سے برتری

پند اویس ای مہرباں ہاں بشنوید از گوش جاں
یہ راست ہے میرا بیاں سمجھو نہ اسکو سرسری

(صوفی تصور حسین)

میرا سید و مولیٰ جو مسیح موعود کے نام سے آیا

فاش میگویم و از گفتہ خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اپنا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس ورا الورا غیب الغیب ہمہ قدرت ہمہ علم ہستی کو کسی نے دیکھنا ہو تو سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ سردار اصفیاء علیہ التحیۃ والثنا میں دیکھے۔ اور اگر کسی کو اس خاتم خصص رسالت کی زیارت کرنیکا شوق ہو تو پھر جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود مہدی مسعود ہی کی ذات ستودہ صفات اسکے لیئے آئینہ ہوسکتی ہے میرے مرشد کے وجود باجود ذات والاصفات میں مندرجہ ذیل دس خصوصیتیں تھیں جن سے وہ اقران و امثال سے ممتاز اور لیس کمثلہ کی ذات سے ایک خاص الخاص برگزیدگی کا تعلق رکھنے والا ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ آپنے بار بار اثبات کا علی رؤس الاشہاد بڑی تحدی و دعویٰ کیساتھ اعلان کیا۔ کہ میرے مقابلہ میں کسی کی دعا قبول نہوگی۔ یہانتک کہ اگر مخالف دعا کرتا کرتا مر بھی جاوے۔ تو بھی اسکا مقصد حاصل نہوگا۔ جو میری ذلت کا خواہاں ہوگا۔ وہ خود ہی ذلیل اور جو میری ناکامی کا جویاں ہوگا وہ خود ہی ناکام رہیگا اور جو میری ہلاکت کا طلبگار ہوگا۔ وہ خود ہلاک ہوجاویگا۔ مثال کے لیئے لیکھرام۔ غلام دستگیر لکھوکے والے چراغدین محمد حسین) یہ چند نام ہی کافی ہیں۔

۲۔ آپنے اس زور شور کی طاعون میں جب کہ خدا کے غضب کی کھچی ہوئی تلوار لوگوں کے سر پر اور جیسے سب جاتے

رہے اک حضرت توآب کا عالم تہا۔ اعلان کیا کہ (انی احافظک خاصہ) میں طاعون سے محفوظ رہونگا۔ بلکہ میرے دار کے اندر رہنے والے بھی اور اگر کوئی دشمن بھی دعویٰ کریگا۔ تو وہ ضرور ہلاک ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴۔ جو مجہ سے ان الفاظ میں مباہلہ کریگا۔ جو گمراہی کے اعتقادات رکہتا ہے۔ وہ پہلے مرجائے۔ توضرور میرا مخالف پہلے مریگا۔ (فتمنوا الموت ان کنتم صادقین) حقیقۃ الوحی پڑہیں۔ کتنے نادانوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور ناکامی کی موت کا شکار ہوئے۔

۴۔ سو دو سو بیمار قرعہ اندازی کے طور پر تقسیم کردیئے جائیں ایکطرف مسیح موعود ہوں دوسری طرف تمام عالم کے فقراء گدی نشین۔ پہر دیکھیں کس کے بیمار صحتیاب ہوتے ہیں اس مقابلہ پر بھی کوئی نہ آیا۔ اور آپکا دعویٰ مسیحائی سچا نکلا۔

۵۔ آپنے قرآن مجید کے اعجاز کے ماتحت یہ دعویٰ کیا کہ میری کتابوں کی مثل کتاب لاؤ۔ تمام دنیا کے علماء و فضلاء کو انعامی وعدوں کیساتہ چیلنج دیا۔ مگر کسی کو جرأت نہوئی (لو نشاء لقلنا مثل هذا) کہنے والوں کا منہ بند کرنیکے لئے دس ہزار کے انعام کیساتہ سیدا اپنی تقریریں مگر کوئی مرد میدان نہ نکلا۔

۶۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ اس زمانہ میں علم قرآن جو مجہے دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور جو حقایق و معارف مجہپر کھلے ہیں وہ کسی پر نہیں کہولے گئے۔ اس شک پر آپ کئی دفعہ زرخالص ثابت ہوئے۔ اور لا یمسہ الا المطہرون کے رو سے نادان انسان کے منہ پر شکست کا پوڈر پھیرا۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تقریر بالا رہی اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔

۷۔ آپ پر قبل از وقوع جبکہ حالات و قیاسات سے کوئی اندازہ نہیں لگاسکتا۔ کئی اخبار غیب کھلے۔ حقیقۃ الوحی میں دو سو سے زیادہ نشانوں کا ذکر ہے۔ یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی جن حالات میں کیگئی۔ پہر جس طرحپر باوجود مخالفت شدید پوری ہوئی اسکا تو کوئی عنادی سے عنادی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کی ماتحت آپ کی رسالت قائم کی اور بتایا کہ آپ خدا کے دوست ہیں کیونکہ راز کی باتیں خاص لخاص احباب سے ہی ہوا کرتی ہیں۔

۸۔ آپ کی تعلیم آپ کی محبت آپ کی قوت قدسی یہ کوئی ایسی بات نہین کہ ثبوت کی محتاج ہو۔ عیاں راچہ بیاں۔ چار لاکہ احمدی موجود ہیں انکا بحیثیت مجموعی تقویٰ و طہارت، اتباع سنت، پاک زندگی اس پر زبردست گواہ ہے۔

۹۔ اپنے مریدوں کو عرفان کے اس چشمہ پر پہونچایا۔ جہاں ایمان کا آب زلال پلایا جاتا اسکی کتابو نیز اسکے ملائکہ پر یسی سے۔ چشم دید ایمان لائے۔ منہم اللہ علی الارض کھہری

۱۰۔ آپ اپنے آنیکا مقصد پورا کرکے اٹہائے گئے۔ مسیح کی زندگی کا پایہ جس پر اسکی خدائی کا مجسمہ قائم تہا۔ توڑ دیا گیا۔ اور ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جس میں وحدت کی روح اور ان پاک عقاید کی تبلیغ کا ایک غیر معمولی جوش ہے۔ اگر آپ صادق نہوتے تو پہر لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین کی ماتحت قطع وتین ہو جاتی۔ غرض ان دس عدیم النظیر خوبیوں کیساتہ میرا محبوب قصر نبوت میں جلوہ افروز ہے۔ اور میں جہوم جہوم کر پڑھ رہا ہوں۔

دیرینہ سال پیرے بروش بہ یک نگاہے
آندل کہ رم نمودے از خوبرو جوانان

دفتر اخبار بدر سے طلب کرو

مجموعہ درثمین اردو فارسی مجلد	۹ر	فتاویٰ احمدیہ	۲ر
سنت احمدیہ	۴ر	معیار الصادقین	۳ر
شہادۃ القرآن	۲ر	الاستخلاف	۳ر
چولہ گرو نانک صاحب	۱ر	مجموعہ فتاویٰ احمدیہ	عمر
ظہور المسیح	۲ر	ضرورت زمانہ	۸ر
ثنائی چکر	۱ر	کشف الاسرار	۳ر
صحیفہ آصفیہ	۲ر	مباحثہ رامپوری	۴ر
البرہان الصریح	۱ر	شرائط بیعت ۱۲ عمر ۵۰-۸	۸ر
فرزند علی بجواب ابراہیم	۲ر	خسری نہ کلنک ورشن	۸ر
قرآن شریف مجلد مع جلد چرمی		مکتوبات احمدیہ بجائے ۸ر	۴ر
ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب	۱۲ عصر	رویائے صالحہ	۴ر
احسن القصص	۴ر	مبادی الصرف	۳ر

مفت

مینر اینا لیکچر کفارہ سرکاری درسی کتابوں کے طرز خط اور تقطیع پر اکہزار چہپوایا ہے تاکہ عیسائی صاحبان کے درمیان مفت تقسیم کیا جاوے عیسائی صاحبان کے بہت سے ایڈریس ہمارے پاس محفوظ ہیں جنکو ہم یہاں سے براہ راست روانہ کر دینگے اور کچہ جلدیں مختلف شہروں کے احمدی احباب کو روانہ کی گئی ہیں کہ وہاں کے دیسی عیسائیوں میں تقسیم کر دیں۔ انکے علاوہ جو صاحب منگوانا چاہیں۔ عیسائی یا غیر عیسائی کی طرف

ایک احمدی دوست جوحہ ... زمیندار روز انچہ ساکن راہوکی ضلع گجرات جو نہایت ہی صالح خلیق اور شریف آدمی ہیں اور جنکی علاوہ زمینداری آمد کے انیس روپے ماہوار تنخواہ ہے کسی احمدی زمیندار خاندان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جو صاحب پسند فرماویں دفتر بدر میں اطلاع دیں۔

(۲) ہمارے ایک معزز شریف آسودہ حال نوجوان دوست۔ شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خط و کتابت معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہوگی۔

(۳) ایک احمدی نوجوان غریب الطبع قوم کا ارائیں ضلع گجرات کا باشندہ ہے عمر ۲۰ سال تنخواہ ستر روپے ماہوار بوعدہ ایک روپیہ سالانہ ترقی مستقل سرکاری ملازم نکاح کا خواہاں ہے۔ اہل حاجت سید غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ حصار سے خط و کتابت کریں

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

اصلی عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا یہاں تمام ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی کافور ہے یہ دوا ۲۰ ہفتے سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد لود متلی کے لیئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنی پاس رکھو قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ ہ تک ۵ر

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بہی تازہ پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش سے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا بولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اشتہا کا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت جلد دور ہوجاتی ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۲ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

ناطہ کی ضرورت ہمارا ایک بہائی جو خدا کے فضل سے نیک منکسر المزاج دیندار احمدی حاجی عمر ۱۹ سال خواندہ اصل وطن چکوال ضلع جہلم اسکے لیئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت ہو۔ ( )

محمد امین فضل کریم کالج اسٹریٹ نمبر ۹۹ کلکتہ